(صرف احمدی احباب کے لئے)

عِیدُ الاَضُحِیَہ

(قربانی کی حقیقت، فضائل اور مسائل)

قربانی کی روح اور فلسفہ

’’اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ قربانی اللہ تعالیٰ کی خاطر کرنی ہے......خدا تعالیٰ جو تمہارے اندر تقویٰ قائم کرنے کے لئے تم سے قربانی مانگتا ہے...... یہ گوشت اور خون جو تم نے جانور کو ذبح کر کے حاصل کیا ہے اور بہایا ہے اگر یہ تقویٰ سے خالی ہے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے مقصد سے خالی ہے تو اللہ تعالیٰ کو تو ان مادی چیزوں سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تو یہ ظاہری قربانی کر کے قربانی کی روح تم میں پیدا کرنا چاہتا ہے۔ جب تم جانوروں کو ذبح کرو تو تمہیں یہ احساس ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ایک حکم پورا کروانے کے لئے اس جانور کو میرے قبضہ میں کیا ہے اور میں نے اس کی گردن پر چھری پھیری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت پر عمل کرنے کی توفیق دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی کی اس جانور کو ذبح کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی کہ میں اس کے حکم پر عمل کرنے والا ہوا، اس قابل ہوا کہ اس پر عمل کرسکوں۔ اس نے مجھے توفیق دی کہ میں اس کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنے والوں میں شامل ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب اس نیت سے قربانی کر رہے ہوگے، تقویٰ کی راہوں پر چلتے ہوئے قربانی کرو گے تو یہ قربانی مجھ تک پہنچے گی...... یہ روح ہے جس کے ساتھ اللہ کے حضور قربانیاں پیش ہونی چاہئیں۔‘‘

(حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز از خطبہ عیدالاضحیہ 21/جنوری 2005ء)

پیش لفظ

مجلس مشاورت 2009 میں دوسری تجویز احباب جماعت کا علمی معیار بڑھانے کے بارہ میں تھی۔اسی سلسلہ میں عیدالاضحیہ کے مبارک موقع پر یہ کتابچہ پیش خدمت ہے۔اس میں نمازعید کا طریق اوراس کے مسائل،قربانی کی حقیقت اوراس کے فضائل سے متعلقہ امور بیان کئے گئے ہیں۔

اس کتابچہ کا بنیادی مقصد احباب جماعت کو یاددہانی کروانا ہے کہ ہماری تمام عبادتوں اورقربانیوں کا مقصد محض خدا تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے۔اور یہ قربانیاں خدا تعالیٰ تک پہنچنے کا ذریعہ ہیں۔حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

”قربانیاں وہی سواریاں ہیں جو خدا تعالیٰ تک پہنچاتی ہیں ۔ اور خطاؤں کومحوکرتی ہیں اور بلاؤں کو دورکرتی ہیں ۔یہ وہ باتیں ہیں جو ہمیں پیغمبرخدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچیں جوسب مخلوق سے بہتر ہیں اُن پرخدا تعالیٰ کا سلام اور برکتیں ہوں۔“

(خطبہ الہامیہ از روحانی خزائن جلد16 صفحہ 45)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ایسی قربانیوں کی توفیق عطا کرے جواس کے نزدیک مقبول ٹھہریں اوراس کی محبت اور رضا حاصل کرنے کا ذریعہ بن جائیں ۔ یہ قربانیاں ہماری تمام خطاؤں کومٹانے والی ہوں اورتمام بلاؤں کودورکرنے کا موجب بن جائیں۔آمین

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
1	قربانی ازروئے قرآنِ کریم	1
2	قربانی کی روح اور حقیقت	2
3	قربانی کا حقیقی فلسفہ	4
4	قربانی ردّ بلا کا موجب	8
5	قربانی کا اجر	8
6	قربانی کی اہمیت وفضیلت	9
7	عیدالاضحیہ کے مسائل	10
8	نمازعید کا طریق	15
9	خطبہ عید	16
10	قربانی اوراس کے مسائل	17
11	قربانی کا جانور	18
12	قربانی کا وقت	19
13	قربانی کا گوشت	20
14	قربانی کا گوشت محفوظ کیا جاسکتا ہے	22

(صرف احمدی احباب کے لئے)

عِیدُ الاَضُحِیَہ

(قربانی کی حقیقت، فضائل اور مسائل)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قربانی ازروئے قرآنِ کریم

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكاً لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُم مِّنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ط فَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ أَسْلِمُوْا ط وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ o الَّذِيْنَ إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصَّابِرِيْنَ عَلٰى مَا أَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ لا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُوْنَ o وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُم مِّنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ق فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ج فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ط كَذَالِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ o لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنكُمْ ط كَذَالِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰكُمْ ط وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ o (سورۃ الحج:35-38)

” اور ہم نے ہر اُمّت کے لئے قربانی کا طریق مقرر کیا ہے تا کہ وہ اللہ کا نام اُس پر پڑھیں جو اس نے انہیں مویشی چوپائے عطا کئے ہیں۔ پس تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ پس اس کے لئے فرمانبردار ہو جاؤ۔ اور عاجزی کرنے والوں کو بشارت دے دے۔

ان لوگوں کو کہ جب اللہ کا ذکر بلند کیا جاتا ہے تو ان کے دل مرعوب ہو جاتے ہیں اور جو اس تکلیف پر جو انہیں پہنچی ہو صبر کرنے والے ہیں اور نماز کو قائم کرنے والے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں عطا کیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ اور قربانی کے اونٹ جنہیں ہم

نے تمہارے لئے شعائراللہ میں شامل کر دیا ہے ان میں تمہارے لئے بھلائی ہے۔ پس ان پر قطار میں کھڑا کر کے اللہ کا نام پڑھو۔ پس جب (ذبح کرنے کے بعد) ان کے پہلو زمین سے لگ جائیں تو ان میں سے کھاؤ اور قناعت کرنے والوں کو بھی کھلاؤ اور سوال کرنے والوں کو بھی۔ اسی طرح ہم نے انہیں تمہاری خدمت پر لگا رکھا ہے تا کہ تم شکر کرو۔ ہرگز اللہ تک نہ ان کے گوشت پہنچیں گے اور نہ ان کے خون لیکن تمہارا تقویٰ اس تک پہنچے گا۔ اِسی طرح اُس نے تمہارے لئے اُنہیں مسخر کر دیا ہے تا کہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو اس بنا پر کہ جو اُس نے تمہیں ہدایت عطا کی اور احسان کرنے والوں کو خوشخبری دیدے۔“

(ترجمہ: بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

سنّت ابراہیمی کے مطابق ہر سال دسویں ذوالحجہ کو حج کی برکات میسّر آنے کی خوشی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام و حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عظیم الشان قربانی کی یاد میں عیدالاضحیہ یا عیدِ قربان منائی جاتی ہے۔ نماز عید کا اجتماع ایک رنگ میں مسلمانوں کی ثقافت اور دینی عظمت کا مظہر ہوتا ہے اس لئے اس میں خواتین و حضرات، بچے اور بچیاں سبھی شامل ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ اجتماعِ عید میں خواتین مخصوص ایام میں بھی الگ بیٹھ کر ذکر الٰہی اور تسبیح و تحمید کرتی، خطبہ عید سُنتی اور دعا میں شامل ہوتی ہیں۔ تا وہ بھی اس عظیم الشان ابراہیمی قربانی کا فیضان حاصل کر سکیں۔

قربانی کی روح اور حقیقت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے پُر معارف خطبہ عیدالاضحیہ میں جو ”خطبہ الہامیہ“ کے نام سے موسوم ہے، قربانی کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

” اے خدا کے بندو! اپنے اس دن میں کہ جو بقرعید کا دن ہے غور کرو اور سوچو۔ کیونکہ ان قربانیوں میں عقلمندوں کے لئے بھید پوشیدہ رکھے گئے ہیں .... اور ان کو اُن قربانیوں پر سبقت ہے کہ جو نبیوں کی پہلی امتوں کے لوگ کیا کرتے تھے ... اور یہ کام ہمارے دین

میں اُن کاموں میں شمار کیا گیا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے قرب کا موجب ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے ان ذبح ہونے والے جانوروں کا نام قربانی رکھا گیا۔

حدیثوں میں آیا ہے کہ یہ قربانیاں خدا تعالیٰ کے قرب اور ملاقات کا موجب ہیں اس شخص کے لئے کہ جو قربانی کو اخلاص اور خدا پرستی اور ایمان داری سے ادا کرتا ہے اور یہ قربانیاں شریعت کی بزرگ تر عبادتوں میں سے ہیں اور اسی لئے قربانی کا نام عربی میں نَسِیْکَۃٌ ہے اور نُسُک کا لفظ عربی زبان میں فرمانبرداری اور بندگی کے معنوں میں آتا ہے اور ایسا ہی یہ لفظ یعنی نُسُک اُن جانوروں کے ذبح کرنے پر بھی زبان مذکور میں استعمال پاتا ہے جن کا ذبح کرنا مشروع (یعنی شریعت کے مطابق) ہے۔''

(خطبہ الہامیہ از روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 31 تا 33)

سیدنا خلیفۃ المسیح الاوّل نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہٗ قربانی کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''قربانی جو عید اضحیٰ کے دن کی جاتی ہے اس میں بھی ایک پاک تعلیم ہے اگر اس میں مدنظر وہی امر رہے جو جناب الٰہی نے قرآن شریف میں فرمایا:

لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَا دِمَآؤُھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ (سورۃ الحج:38)

قربانی کیا ہے ایک تصویری زبان میں تعلیم ہے جسے جاہل اور عالم پڑھ سکتے ہیں۔ خدا کسی کے خون اور گوشت کا بھوکا نہیں۔ وہ یُطْعِمُ وَلَا یُطْعَمُ (الانعام:15) ہے۔ ایسا پاک اور عظیم الشان بادشاہ نہ تو کھانوں کا محتاج ہے، نہ گوشت کے چڑھاوے اور لہو کا بلکہ وہ تمہیں سکھانا چاہتا ہے کہ تم بھی خدا کے حضور اسی طرح قربان ہو جاؤ جیسے ادنیٰ اعلیٰ کے لئے قربان ہوتا ہے۔'' (خطبات نور صفحہ 431)

پھر فرماتے ہیں:

''قربانی کا نظارہ عقلمند انسان کے لئے بہت مفید ہے۔ اپنے اعمال کا مطالعہ کرو۔ اپنے

فعلوں میں، باتوں میں، خوشیوں میں، ملنساریوں میں، اخلاق میں غور کرو کہ ادنیٰ کو اعلیٰ کے لئے ترک کرتے ہو یا نہیں؟ اگر کرتے ہو تو مبارک ہے تمہارا وجود۔ عیب دار قربانیاں چھوڑ دو۔ تمہاری قربانیوں میں کوئی عیب نہ ہو، نہ سینگ کٹے ہوئے، نہ کان کٹے ہوئے۔ قربانی کے لئے تین راہیں ہیں۔ (۱) استغفار۔ (۲) دعا۔ (۳) صحبت صلحاء۔ انسان کو صحبت سے بڑے بڑے فوائد پہنچتے ہیں۔ صحبت صالحین حاصل کرو۔ قربانی کے لئے تین دن ہیں، پر روحانی قربانی والے جانتے ہیں کہ سب ان کے لئے یکساں ہیں''۔

(خطبات نور صفحہ 378)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:

''رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس عید کا نام عید الاضحیہ رکھ کر بتایا کہ آپؐ کی امت کو خدا تعالیٰ اس قدر بڑھائے گا اگر ان میں سے اس موقعہ پر بہت کم قربانی کرنے والے ہوں گے تب بھی ان کی قربانیاں ایک بہت بڑا مجموعہ ہو جائیں گی۔ پس یہ عید بڑی شاندار عید ہے جس کی مثال دنیا میں اور کہیں نہیں ملتی اس موقعہ پر لوگ بکروں اور دُنبوں کی قربانیاں کرتے ہیں لیکن قرآن کریم فرماتا ہے:

لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَا دِمَآؤُھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ

اللہ تعالیٰ کو ان قربانیوں کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا بلکہ قربانی کرنے والوں کا تقویٰ پہنچتا ہے۔ پس اصل قربانی وہ ہے جو انسان اپنی اور اپنے اہل وعیال کی پیش کرے اور یہی وہ سبق ہے جو عید الاضحیہ ہمیں سکھاتی ہے۔''

(خطبہ عید الاضحیہ فرمودہ 19/اگست 1956 بمقام ربوہ از الفضل 10/جون 1959)

قربانی کا حقیقی فلسفہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”اصل روح کی قربانی ہے.....اور بکروں کی قربانیاں روح کی قربانی کے لئے مثل سایوں اور آثار کے ہیں “

(خطبہ الہامیہ از روحانی خزائن جلد16 صفحہ 68)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:

”تم قربانیاں کرو اس یقین کے ساتھ کہ ان میں تصویری زبان کے ذریعے تمہیں فرمانبرداری کی تعلیم ہے اور یہ کہ تم بھی ادنیٰ کو اعلیٰ کے لئے قربان کرنا سیکھو۔“

(خطبات نور صفحہ 437)

سیدنا خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں۔

”محض قربانی کوئی چیز نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں وہ جذبۂ اخلاص قدر و قیمت رکھتا ہے جو اس قربانی کے پس پشت ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص اعلیٰ درجہ کا دُنبہ تو ذبح کر دیتا ہے۔ لیکن وہ قربانی میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی کو مدّ نظر نہیں رکھتا تو اس کی یہ قربانی خدا تعالیٰ کے حضور ایک پرکاہ (تنکا یعنی حقیر اور معمولی چیز) کے برابر بھی حیثیت نہیں رکھ سکتی۔“ (تفسیر کبیر جلد6 صفحہ 51)

سیدنا خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ایک موقعہ پر قربانی کی حقیقت یوں بیان فرمائی:

”پس قربانی کی اس عید کا تعلق دنبوں یا بھیڑوں یا بکریوں یا گائے یا اونٹ کی قربانی سے نہیں اس عید کا تعلق ذبحِ عظیم سے ہے یعنی جان کی قربانی سے نہیں خدا کی راہ میں زندگی کی قربانی سے ہے۔ یہ تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ بہت سے مواقع پر انسانوں کا جان دینا زندہ رہ کر قربانی دینے سے بہت آسان ہوجاتا ہے اس لئے جو مومن شہداء ہیں ان کے متعلق قرآن کریم میں آتا ہے کہ وہ خدا کے حضور یہ خواہش پیش کریں گے کہ انہیں پھر زندہ کیا جائے اور پھر وہ خدا کی راہ میں جان کی قربانی دیں اور پھر زندہ کیا جائے اور پھر قربانی دیں۔ اس میں بھی ہمیں یہی سبق دیا گیا ہے کہ خدا کی راہ میں محض جان دے دینا یہ تو کوئی

چیز نہیں اصل چیز خدا کی راہ میں زندگی گزارنا ہے اور یہی ذبحِ عظیم ہے جس کی رو سے انسان اپنی تمام خواہشات کو چھوڑ کر اپنی رضا کو قربان کر کے خدا تعالیٰ کی رضا قبول کرتا اور اس کے پیار کے حصول کی کوشش کرتا ہے۔“

(خطبہ عیدالاضحیہ 22/نومبر 1977ء از الفضل 2/جنوری 1978ء)

پھر فرمایا:

”اللہ تعالیٰ آپ سب کے لئے اس عید کو اس رنگ میں مبارک کرے کہ جن قربانیوں کی روایت اس عید سے وابستہ کی گئی ہے اور قرب الٰہی کی جو راہیں ان قربانیوں کے نتیجہ میں انسان پر کھولی گئی ہیں وہ راہیں اللہ تعالیٰ ہم پر بھی کھولے اور اپنے قرب کے دروازے ہمارے لئے وا کرے اور اپنی برکتوں اور رحمتوں سے ہمیں نوازے۔“

(خطبہ عیدالاضحیہ 16/جنوری 1973ء از الفضل 26/نومبر 1976ء)

سیدنا خلیفۃ المسیح الرابعؒ عیدالاضحیہ کی حکمت اور فلسفہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں

”اس عید میں جو ہم آج منا رہے ہیں اپنی تمام زندگی خدا کے حضور پیش کرنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ کچھ وقت کے لئے کسی جذباتی قربانی کا معاملہ نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی اطاعت میں اس طرح ثابت قدم رہنا کہ اپنا کچھ بھی باقی نہ رہنا، ہر چیز کا مالک خدا کو قرار دے کر اس کی مرضی کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دینا، یہ ہے وہ پیغام جو یہ عید ہمیں دیتی ہے۔“

(خطبہ عیدالاضحیہ 28/ستمبر 1982ء از خطبات عیدین صفحہ 364)

پھر فرمایا:

”حقیقت یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمثیلی طور پر ابراہیمؑ قرار دیا تو واقعۃً ایک عظیم الشان واقفین کی نسل پیدا کرنے کی بھی توفیق بخشی اور آج ہزار ہا لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اپنی تمناؤں کی گردنوں پر چھری پھیر دی ہے اور ذبحِ عظیم کا جو ذکر قرآن کریم میں ملتا ہے وہ یہی ذبحِ عظیم ہے......اگر ذبحِ عظیم کی روح کو

آپ نے بھلا دیا تو بے شک کروڑوں بکرے بھی آپ ذبح کرتے چلے جائیں آپ ذبح عظیم کی بات پوری کرنے والے نہیں بن سکیں گے۔ ذبح عظیم تو وہی ہوتا ہے جو دلوں کا ذبح ہو رہا ہوتا ہے۔ ذبح عظیم تو وہ ہوتا ہے جو انسان ہمیشہ کے لئے اپنے آپ کو وقف کرتا ہے اور اپنی ساری تمنائیں کسی اور کے ہاتھوں میں پکڑا دیتا ہے۔ اپنے سارے حقوق اپنے ہاتھوں سے تلف کر دیتا ہے...... یہ ہے ذبح عظیم جس کی طرف حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قربانیاں اشارہ کر رہی ہیں اور جو ذبح عظیم سب سے زیادہ شان کے ساتھ دنیا نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دیکھا اور آج جس کا اعادہ ہوا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں۔''

(خطبہ عیدالاضحیہ 17 ستمبر 1983ء از خطبات عیدین صفحہ 387-388)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز قربانی کی روح اور فلسفہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''یہ گوشت اور خون جو تم نے جانور کو ذبح کر کے حاصل کیا ہے اور بہایا ہے اگر یہ تقویٰ سے خالی ہے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے مقصد سے خالی ہے تو اللہ تعالیٰ کو تو ان مادی چیزوں سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تو یہ ظاہری قربانی کی روح تم میں پیدا کرنا چاہتا ہے۔ جب تم جانوروں کو ذبح کرو تو تمہیں یہ احساس ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ایک حکم پورا کروانے کے لئے اس جانور کو میرے قبضہ میں کیا ہے اور میں نے اس کی گردن پر چھری پھیری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت پر عمل کرنے کی توفیق دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی کی، اس جانور کو ذبح کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی کہ میں اس کے حکم پر عمل کرنے والا ہوا، اس قابل ہوا کہ اس پر عمل کرسکوں۔ اس نے مجھے توفیق دی کہ میں اس کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنے والوں میں شامل ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب اس نیت سے قربانی کر رہے ہوگے، تقویٰ کی

راہوں پر چلتے ہوئے قربانی کرو گے تو یہ قربانی مجھ تک پہنچے گی۔ تو جیسا کہ میں نے کہا یہ روح ہے جس کے ساتھ اللہ کے حضور قربانیاں پیش ہونی چاہئیں۔''

(خطبہ عیدالاضحیہ 21 جنوری 2005ء از الفضل انٹرنیشنل 4 فروری 2005ء)

قربانی ردّ بلا کا موجب

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''اِنَّ الضَّحَا یَا هِیَ الْمَطَایَا تُوْصِلُ اِلٰی رَبِّ الْبَرَایَا وَتَمْحُو الْخَطَایَا وَتَدْفَعُ الْبَلَایَا. هٰذَا مَا بَلَغَنَا مِنْ خَیْرِ الْبَرِیَّةِ عَلَیْهِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَالْبَرَکَاتُ السَّنِیَّةُ.

قربانیاں وہی سواریاں ہیں جو خدا تعالیٰ تک پہنچاتی ہیں۔ اور خطاؤں کو محو کرتی ہیں اور بلاؤں کو دور کرتی ہیں۔ یہ وہ باتیں ہیں جو ہمیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچیں جو سب مخلوق سے بہتر ہیں اُن پر خدا تعالیٰ کا سلام اور برکتیں ہوں۔''

(خطبہ الہامیہ از روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 45)

قربانی کا اجر

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''جس نے اپنی قربانی کی حقیقت کو معلوم کر کے قربانی ادا کی اور صدق دل اور خلوص نیت کے ساتھ ادا کی...... اُس نے اپنی جان اور اپنے بیٹوں اور اپنے پوتوں کی قربانی کر دی اور اس کے لئے اجر بزرگ ہے جیسا کہ ابراہیمؑ کے لیے اس کے رب کے نزدیک اجر تھا۔''

(خطبہ الہامیہ از روحانی خزائن 16 جلد صفحہ 44)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں:

''قربانیوں کو ہم نے شعائر اللہ قرار دیا ہے۔ یعنی وہ انسان کو خدا تک پہنچاتی ہیں اور اُن کے ذریعہ سے دینی اور دنیوی بھلائی ملتی ہے۔'' (تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 53)

سیدنا خلیفۃ المسیح الثانی نوراللہ مرقدہ فرماتے ہیں:

’’یادرکھو قربانیوں میں یہ حکمت نہیں کہ اُن کا گوشت یا ان کا خون خدا تعالیٰ کو پہنچتا ہے بلکہ اُن میں حکمت یہ ہے کہ ان کی وجہ سے تقویٰ پیدا ہوتا ہے۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 57)

قربانی کی اہمیت وفضیلت

احادیثِ مبارکہ میں قربانی کے کئی فضائل و برکات بیان کئے گئے ہیں۔ایک حدیث میں ہے:

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ مَاعَمِلَ ابْنُ آدَمَ یَوْمَ النَّحْرِ عَمَلاً اَحَبَّ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ هِرَاقَةِ دَمٍ وَاَنَّهُ لَیَاتِی یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِقُرُوْنِهَا وَ اَظْلَافِهَا وَ اَشْعَارِهَا.وَاِنَّ الدَّمَ لَیَقَعُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ بِمَکَانٍ ،قَبْلَ اَنْ یَّقَعَ عَلَی الْاَرْضِ فَطِیْبُوا بِهَا نَفْساً.

(ابن ماجه ابواب الاضاحی باب ثواب ا لأ ضحية،حديث نمبر3126)

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے:

’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قربانی والے دن ابن آدم کا کوئی عمل خدا تعالیٰ کو خون بہانے (یعنی قربانی کرنے) کے عمل سے زیادہ پیارا اور محبوب نہیں اور قربانی کا جانور قیامت کے روز اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں (پائے) سمیت خدا کے حضور حاضر ہوگا۔(یعنی قربانی کرنے والے کے حق میں گواہی دے گا) اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے قبل خدا کے ہاں قبولیت کا درجہ پاتا ہے۔پس تم خوش ہو جاؤ۔‘‘

عیدالاضحیہ کے مسائل

✵ عیدین کے موقعہ پر ہر لحاظ سے ظاہری زینت کا اہتمام کرنا چاہئے۔صاف ستھرا، دھلا ہوا اور اچھا لباس پہنا جائے۔عیدین کے موقعہ پر غسل کرنا اسوۂ رسول ﷺ سے ثابت ہے۔حدیث میں ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ یَغْتَسِلُ یَوْمَ الْفِطْرِ وَیَوْمَ الْأَضْحٰی.

(سنن ابن ماجه ابواب اقامة الصلوٰةباب ما جاء فی الاغتسال فی العیدین،حدیث نمبر1315)

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے دن غسل فرمایا کرتے تھے۔

✵ اسوۂ رسول ﷺ سے یہ ثابت ہے کہ آپ اجتماعات بالخصوص جمعہ اور عیدین کے مواقع پر اچھی خوشبو لگا کر مسجد میں تشریف لے جاتے۔حدیث میں ہے کہ:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ طَیَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ (لِاِحْرَامِهٖ) قَبْلَ أَنْ یُحْرِمَ وَیَوْمَ النَّحْرِ قَبْلَ أَنْ یَطُوفَ بِالْبَیْتِ بِطِیْبٍ فِیْهِ مِسْکٌ.

(سنن نسائی،کتاب مناسك الحج، باب اباحة الطیب عند الاحرام)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کے احرام باندھنے سے قبل اور عیدالاضحیہ کے روز ایسی خوشبو لگائی جس میں کستوری بھی شامل تھی۔

✵ عیدالاضحیہ کے موقع پر نماز سے فارغ ہونے کے بعد کھانا زیادہ بہتر ہے۔حدیث میں آتا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَیدَةَ عَنْ اَبِیهِ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ لَایَخْرُجُ

يَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰى يَطْعَمَ وَلَا يَطْعَمُ يَوْمَ الْأَضْحىٰ حَتّٰى يُصَلِّيَ.

(ترمذی ابواب العیدین باب فی الاکل یوم الفطر قبل الخروج،حدیث نمبر542)

حضرت عبداللہ بن بریدہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ:

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے موقع پر کھائے بغیر نہ نکلتے تھے اور عید الاضحیہ کے موقع پر نہیں کھاتے تھے جب تک نماز نہ پڑھ لیتے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نوراللہ مرقدہ فرماتے ہیں:

”رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عید کے دن یہ سنّت تھی کہ آپ صبح کچھ ناشتہ کر کے عید پڑھنے کے لئے جاتے تھے۔مگر آج کی عید کا دن کا پہلا حصہ نیم روزہ اور پچھلا حصہ قربانی ہوتا ہے اور آپ کی سنّت تھی کہ عید پڑھنے سے پہلے کچھ تناول نہ فرماتے تھے۔ بعد میں جا کر قربانی کے گوشت سے کھاتے تھے۔اس لئے یہ عید اپنے اندر دونمونے رکھتی ہے کیونکہ اس کا ایک حصہ روزے کا اور دوسرا حصہ کھانے کا ہے...... یہ یقینی امر ہے کہ جس شخص نے جس عید پر خدا تعالیٰ کے قرب کی راہ تلاش کی وہی عید اس کے لئے بڑی عید ہے۔“

(خطبہ عیدالاضحیہ 6 ستمبر 1919 بمقام قادیان از الفضل قادیان 20 ستمبر 1919)

❁ نماز عید کیلئے ایک راستہ سے جانا اور دوسرے راستہ سے واپس آنا سنّت ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اِذَا خَرَجَ يَوْمَ الْعِيْدَيْنِ فِيْ طَرِيْقٍ رَجَعَ فِيْ غَيْرِهٖ.

(ترمذی ابواب العیدین باب خروج النبیؐ الی العیدین فی طریق حدیث نمبر541)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید کے لئے ایک راستہ سے جاتے اور دوسرے راستہ سے واپس تشریف لایا کرتے تھے۔

❁ عید کی تکبیرات کے بارہ میں روایات سے ثابت ہے کہ یہ تکبیرات ۹ ذوالحجہ کی فجر سے ۱۳ ذوالحجہ کی عصر تک بلند آواز سے پڑھنی چاہئیں۔

تکبیراتِ عید کے بارہ میں روایت ہے:

وَكَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُكَبِّرُ فِي قُبَّتِهٖ بِمِنًى فَيَسْمَعُهُ أَهْلُ الْمَسْجِدِ ، فَيُكَبِّرُوْنَ وَيُكَبِّرُ أَهْلُ الْأَسْوَاقِ ، حَتّٰى تَرْتَجَّ مِنًى تَكْبِيرًا .وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُكَبِّرُ بِمِنًى تِلْكَ الْأَيَّامَ وَخَلْفَ الصَّلَوَاتِ ، وَعَلٰى فِرَاشِهٖ وَفِي فُسْطَاطِهٖ، وَمَجْلِسِهٖ وَمَمْشَاهُ تِلْكَ الْأَيَّامَ جَمِيعًا وَكَانَتْ مَيْمُونَةُ تُكَبِّرُ يَوْمَ النَّحْرِ وَكُنَّ النِّسَاءُ يُكَبِّرْنَ خَلْفَ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ وَعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ لَيَالِيَ التَّشْرِيقِ مَعَ الرِّجَالِ فِي الْمَسْجِدِ .

(جامع صحیح بخاری کتاب العیدین،باب تکبیر ایام منیٰ،حدیث نمبر969)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

”جہاں تک تشریق میں صحابہؓ کا تکبیرات کا کہنے کا طریق ہے اس تعلق میں بخاری کتاب العیدین سے یہ روایت لی گئی ہے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ منیٰ میں اپنے خیمے میں ہی تکبیرات اتنی بلند آواز سے پڑھا کرتے تھے۔کہ مسجد میں بیٹھے لوگ آپؓ کی آواز کو سن لیتے تھے......خانہ کعبہ کی مسجد اور خیمہ میں بڑا فرق ہوا کرتا تھا لیکن اس قدر بلند آواز سے آپؓ تکبیرات پڑھا کرتے تھے کہ خانہ کعبہ میں بیٹھے لوگ انہیں سن لیا کرتے تھے اور آپؓ کی آواز کے ساتھ تکبیرات کہتے تھے اور بازاروں میں چلنے والے لوگ بھی تکبیرات کہتے تھے۔ یہاں تک کہ منیٰ تکبیرات سے گونج اٹھتا تھا۔بہت کثرت سے تکبیریں کہی

جاتیں۔……پس آپ بھی اس کو پیش نظر رکھیں اور تکبیرات کہا کریں۔ یہ چند دن تکبیرات کے ہیں اور اپنے گھر کو تکبیرات کی آواز سے سجائیں اور بچوں کو عادت ڈالیں اس خوبصورت آواز کو سننے کی یہاں تک کہ ان کے دل پر یہ آواز جاگزیں ہو جائے اور کبھی بھی نہ بھولے اور سب سے اچھا نغمہ ان کی روح میں جو سرایت کرے وہ انہیں تکبیرات کا نغمہ ہو۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔"

(خطبہ عیدالاضحیہ 28؍مارچ 1999ء از خطبات عیدین صفحہ 651-652)

اسی طرح روایت میں آتا ہے کہ ایام تشریق میں حضرت عبداللہ ابن عمر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما بازار میں نکل جاتے اور تکبیرات پڑھتے اور باقی لوگ بھی ان کے ساتھ تکبیرات کہتے۔

(جامع صحیح بخاری کتاب العیدین،باب فضل العمل فی ایام التشریق،حدیث نمبر968)

تکبیرات کے بارہ میں سیدنا مصلح موعود نوراللہ مرقدہ فرماتے ہیں:

"اصل غرض تکبیر و تحمید ہے خواہ کس طرح ہو اور اس کے متعلق دستور تھا کہ جب مسلمانوں کی جماعتیں ایک دوسرے سے ملتی تھیں تو تکبیریں کہتی تھیں۔ مسلمان جب ایک دوسرے کو دیکھتے تو تکبیر کہتے۔ اٹھتے بیٹھتے تکبیر کہتے کام میں لگتے تو تکبیر کہتے۔ لیکن ہمارے ملک میں جو یہ رائج ہے کہ محض نماز کے بعد کہتے ہیں اس خاص صورت میں کوئی ثابت نہیں۔"

(خطبہ عیدالاضحیہ 5؍اگست 1922 بمقام قادیان از الفضل قادیان 17؍اگست 1922)

❁ عیدالاضحیٰ کی نماز عیدالفطر کی بجائے قربانی کرنے کی وجہ سے جلد پڑھی جاتی ہے تاکہ وقت پر قربانی کی جاسکے۔

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت تھی اور آپ کا یہ طریق تھا کہ اس عید کے موقعہ پر

آپؐ نماز جلدی پڑھایا کرتے تھے اور خطبہ بھی مختصر فرماتے تھے۔ تاکہ جن لوگوں نے قربانی کرنی ہو وہ نماز سے فارغ ہو کر……قربانی کرسکیں۔"

(خطبہ عیدالاضحیہ 30 مئی 1928 از الفضل قادیان 15؍جون 1928ء)

❁ عیدین کے موقع پر عید کی دو رکعت نماز کسی کھلے میدان یا عیدگاہ میں زوال سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔ حسب ضرورت عید کی نماز جامع مسجد میں بھی ادا کی جاسکتی ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ:

"ایک عید کے موقع پر بارش تھی تو آنحضرت ﷺ نے عید کی نماز مسجد میں پڑھائی۔"

(ابو داود کتاب الصلوٰۃ باب یصلی بالناس فی المسجد اذا کان یوم مطر)

❁ عید کی نماز سنت ہے۔ رسول کریمؐ سے ثابت ہے کہ عید کی نماز باجماعت ہی پڑھی جاسکتی ہے اکیلے جائز نہیں۔

❁ اگر کوئی شخص نماز عید میں تاخیر سے شامل ہو تو وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد امام کے ساتھ نہ پڑھی جاسکنے والی نماز کو اسی طرح مکمل کرے گا جس طرح اس نے اس حصۂ نماز کو امام کی اقتداء میں ادا کرنا تھا۔ (فیصلہ مجلس افتاء)

نماز عید کا طریق

تکبیراتِ عید کی تعداد کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق احادیث میں یوں درج ہے:

أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ کَبَّرَفِی الْعِیْدَیْنِ فِی الْاُوْلٰی سَبْعًاقَبْلَ الْقِرَأَۃِ وَفِی الْآخِرَۃِ خَمْسًا قَبْلَ الْقِرَأَۃِ.

(جامع ترمذی باب ما جاء فی التکبیر فی العیدین،حدیث نمبر536)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کے موقعہ پر پہلی رکعت میں (تکبیر تحریمہ کے علاوہ) سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں قرأت سے پہلے کہا کرتے تھے۔

✿ نماز عید کا طریق یہ ہے کہ پہلے دو رکعت نماز ادا کی جاتی ہے اور پھر خطبہ دیا جاتا ہے۔ نماز عید کی پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ باندھ کر ثناء پڑھی جاتی ہے اور پھر ثناء کے بعد اور تعوّذ سے پہلے امام سات تکبیریں بلند آواز سے کہے اور مقتدی آہستہ آواز سے یہ تکبیرات کہیں۔ امام اور مقتدی دونوں تکبیرات کہتے ہوئے ہاتھ کانوں تک اٹھائیں اور کھلے چھوڑ دیں سات تکبیرات کے بعد امام ہاتھ باندھ کر اعوذ اور بسم اللہ پڑھے۔ اس کے بعد سورۃ فاتحہ اور قرآن کریم کا کوئی حصہ بالجہر پڑھ کر رکوع وسجود کی ادائیگی کے ساتھ پہلی رکعت مکمل کرے۔ پھر دوسری رکعت کے لئے اٹھتے ہی پانچ تکبیریں پہلی رکعت کی تکبیرات کی طرح کہے اور پھر سورۃ فاتحہ اور قرآن کریم کا کوئی حصہ پڑھے اور رکوع وسجود کے ساتھ دوسری رکعت مکمل ہونے پر تشہد، درود شریف اور مسنون دعاؤں کے بعد سلام پھیرے۔ اس کے بعد امام خطبہ پڑھے۔ جمعہ کی طرح عید کے بھی دو خطبے ہوتے ہیں۔ پہلے خطبہ کے بعد امام تھوڑا سا بیٹھ کر دوسرا خطبہ پڑھ کر دعا کروادے۔ اس طرح عید کی نماز مکمل ہو جائے گی۔

(فقہ احمدیہ حصہ عبادات صفحہ 179)

خطبہ عید

عید کا خطبہ وہی جو جمعہ کا خطبہ ہے۔ خطبہ کی عبارت مندرجہ ذیل ہے۔

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ o اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o مَالِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ o اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ o اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ o صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ o

اس کے بعد حسب ضرورت وعظ ونصیحت کی جاتی ہے۔

خطبہ ثانیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَامُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَاھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

عِبَادَ اللّٰہِ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ۔ اُذْکُرُوا اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ۔

اس کے بعد امام دعا کروائے۔

❁ جمعۃ المبارک اور عید کی نمازوں میں قرآن کریم کی تلاوت کے بارہ میں مختلف سورتوں کی تلاوت کا روایات میں ذکر ملتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بالعموم سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ کی تلاوت کرتے۔ بعض روایات میں سورۃ قٓ اور سورۃ القمر اور دیگر سورتوں یا آیات کی تلاوت کا بھی ذکر ملتا ہے۔ تاہم دیگر نمازوں کی طرح عیدین کی نماز میں بھی امام مَا تَيَسَّرَ کے حکم کے تحت قرآن کریم کا کوئی بھی حصہ پڑھ سکتا ہے۔

(خلاصه:سنن ابو داؤد كتاب الصلوٰة باب مايقرأبه فى الجمعة)

قربانی اور اس کے مسائل

قربانی ہر صاحب استطاعت کے لئے سنت مؤکدہ اور واجب ہے۔ جو شخص اکیلا قربانی دینے کی توفیق نہ رکھتا ہو وہ اجتماعی قربانی میں حصہ ڈال سکتا ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک بقرعید کے موقع پر آنحضور ﷺ کے ساتھ عیدگاہ میں میں بھی موجود تھا۔ جب حضور ﷺ نے خطبہ مکمل کیا تو منبر سے اترے اور ایک مینڈھا لایا گیا۔ حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اسے ذبح کیا اور فرمایا:

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ یہ میری طرف سے اور میری امت کے ان افراد کی طرف سے ہے جنہوں نے قربانی نہیں کی۔

(سنن ابو داؤد كتاب الضحايا باب فى الشاة يضحى بها عن جماعة

قربانی سنت انبیاء ہے۔ حدیث میں آتا ہے:

عَنْ زَيْدِبْنِ أَرْقَمَ قَالَ قَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا هٰذِهِ الْاَ ضَاحِيُّ ؟ قَالَ سُنَّةَ أَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ۔

(ابن ماجه ابواب الاضاحى باب ثواب الاضحية،حديث نمبر3127)

حضرت زید بن ارقمؓ بیان کرتے ہیں کہ صحابہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا۔

یارسول اللہؐ یہ قربانیاں کیا چیز ہیں (یعنی ان کی کیا حیثیت ہے)۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ یہ تمہارے باپ ابراہیمؑ کی سنّت ہے۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الضَّحَايَا أَ وَاجِبَةٌ هِىَ قَالَ ضَحّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُوْنَ مِنْ بَعْدِهٖ وَجَرَتْ بِهِ الْسُّنَّةُ.

(ابن ماجه ابواب الاضاحى ،باب ثواب الاضحية،حديث نمبر3123)

حضرت امام محمد بن سیرین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمرؓ سے پوچھا کہ کیا قربانی واجب ہے؟ تو آپؓ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی دی آپؐ کے بعد مسلمانوں نے اسے جاری رکھا۔ اس طرح یہ سنت جاری ہوگئی۔

قربانی کا جانور

قربانی کے جانور کے بارہ متعدد احادیث میں ذکر ملتا ہے۔ ایک روایت میں آتا ہے:

عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا أَرَادَ اَنْ يُّضَحِّىَ اشْتَرٰى كَبْشَيْنِ عَظِيْمَيْنِ سَمِيْنَيْنِ أَقْرَنَيْنِ...... وَذَبَحَ أَحَدُ هُمَا عَنْ اُمَّتِهٖ وَ ذَبَحَ الْآخَرَعَنْ مُحَمَّدٍ وَ عَنْ آلِ مُحَمَّدٍ ﷺ .

(ابن ماجه، ابواب الاضاحى،باب اضاحى رسول الله ﷺ،حديث نمبر3122)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قربانی کا ارادہ فرماتے تو دو موٹے تازے صحت مند، سینگوں والے دُنبے خریدتے۔ ایک اپنی اُمت کی طرف سے دوسرا اپنی اور اپنی آل کی طرف سے قربانی کے لئے پیش کر دیتے۔

❁ قربانی کے لئے اونٹ، گائے، بکری، بھیڑ، دُنبہ ان میں سے کوئی سا جانور ذبح کیا جا سکتا ہے۔

❁ اجتماعی قربانی کی صورت میں اونٹ کی قربانی میں دس افراد شامل ہو سکتے ہیں جبکہ

گائے کی قربانی کے سات حصے ہو سکتے ہیں۔حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے:

كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَحَضَرَ الاَضْحَىٰ فَاشْتَرَكْنَا فِى الْبَقَرَةِ سَبْعَةً وَفِى الْجُزُوْرِ عَشَرَةً.

(ترمذی ابوب الحج باب ماجاء فی الاشتراك فی البد نة والبقرة ،حدیث نمبر905)

یعنی ایک سفر پر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ عیدالاضحیٰ آ گئی ،تو گائے میں سات افراد نے حصہ لیا اور اُونٹ کی قربانی میں دس افراد نے حصہ لیا۔

❁ اونٹ تین سال ،گائے دوسال اور بھیڑ بکری وغیرہ کم از کم ایک سال کی ہونی چاہیئے۔

❁ قربانی کا جانور،کمزور اور عیب دار نہیں ہونا چاہیئے ۔لنگڑا،کان کٹا،سینگ ٹوٹا اور کانا جانور جائز نہیں اسی طرح بیمار اور لاغر کی قربانی بھی درست نہیں۔

(جامع ترمذی ابواب الاضاحی باب مالا یجوز من الأضاحی،حدیث نمبر1497)

قربانی کا وقت

❁ قربانی عیدالاضحیٰ کی نماز پڑھ کر کی جاتی ہے پہلے نہیں۔اس بارہ میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ يَوْمِ نَحْرٍ فَقَالَ لَا يَذْبَحَنَّ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُصَلِّيْ.

(ترمذی ابواب الاضاحی باب فی الذبح بعد الصلوة، حدیث نمبر1507)

حضرت براء بن عازبؓ بیان کرتے ہیں کہ قربانی کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ تم میں سے کوئی نماز (عید) سے پہلے قربانی ذبح نہ کرے۔

عَنْ جُنْدَبٍؓ شَهِدَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ صَلّٰى ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ

اَنْ يُّصَلِّيَ فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا اُخْرٰى وَمَنْ لَمْ يَذْبَحْ فَلْيَذْبَحْ بِاسْمِ اللّٰهِ.

(بخاری کتاب التوحید باب السوال باسماء اللہ تعالیٰ والاستعاذہ بھا)

حضرت جندبؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عیدالاضحیٰ کے دن دیکھا کہ پہلے آپؐ نے نماز پڑھائی پھر آپؐ نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ جس شخص نے نماز عید پڑھنے سے پہلے قربانی کا جانور ذبح کر لیا وہ اس کی جگہ دوسرا جانور ذبح کرے اور جس نے ابھی تک ذبح نہیں کیا وہ اب بسم اللّٰہ پڑھ کر ذبح کرے۔

❁ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے دو مینڈھے.....قربانی کئے۔ ذبح کرتے وقت اپنا پاؤں ان کے پہلوؤں پر رکھا۔ بِسْمِ اللّٰهِ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھا۔ اور اپنے ہاتھ سے ان کو ذبح کیا۔

(صحیح بخاری کتاب الا اضاحی باب تکبیر عند الذ بح،حدیث نمبر336)

❁ قربانی 10 ذوالحجہ کو نماز عید کے بعد سے لے کر 12 ذوالحجہ کو غروب آفتاب سے قبل تک کی جاسکتی ہے۔

قربانی کا گوشت

قربانی کا گوشت صدقہ نہیں ہر کوئی کھا سکتا ہے۔خود بھی کھائیں ،عزیز رشتہ داروں اور دوست احباب،ہمسائے اور غرباء میں بھی تقسیم کرنا چاہیئے۔

بہتر ہے کہ گوشت کے تین حصے کر کے تقسیم کیا جائے۔ایک حصہ اپنے لئے،دوسرا عزیز رشتہ داروں کے لئے اور تیسرا حصہ اگر جماعتی نظام ہو تو اس کے ذریعہ غرباء و مستحقین میں یا اُن لوگوں میں جنہوں نے قربانی نہیں کی تقسیم کیا جانا چاہیئے۔اور جہاں جماعتی انتظام نہ ہو وہاں خود تقسیم کرنا چاہیئے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:

’’قربانی کے گوشت کے متعلق یہ ہے کہ یہ صدقہ نہیں ہوتا۔ چاہئے کہ خود کھائیں، دوستوں کو دیں چاہے تو سکھا بھی لیں۔ امیر غریبوں کو دیں، غریب امیروں کو کہ اس سے محبت بڑھتی ہے لیکن محض امیروں کو دینا (دین) کو قطع کرنا ہے اور محض غریبوں کو دینا اور امیروں کو نہ دینا (دین) میں درست نہیں۔ امیروں کے غریبوں اور غریبوں کے امیروں کو دینے سے محبت بڑھتی ہے اور مذہب کی غرض جو محبت پھیلانا ہے پوری ہوتی ہے۔ پس چاہئے کہ امیر غریبوں کو دیں اور غریب امیروں کو تا کہ محبت بڑھے۔‘‘

(خطبہ عیدالاضحیہ 5/اگست 1922 بمقام قادیان از الفضل 17/اگست 1922)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

’’جب قربانی کا گوشت کھاؤ تو یاد رکھو تمہیں اپنی جان، مال، بچوں کی قربانی ہے جو خدا کے حضور پیش کرنی ہے اور وہی اصل عید ہے جو مومن کو یہ قربانیاں یاد دلاتی ہیں۔ تو اس کو نہ بھولیں...... غریبوں کو اس قربانی میں خصوصیت سے یاد رکھیں اور جہاں تک ممکن ہو اپنے گھر کے لئے رکھے ہوئے گوشت کے علاوہ یا نظام جماعت کی معرفت یا اپنے طور پر براہ راست غریبوں میں گوشت تقسیم کریں کیونکہ یہ وہ ایک دن ہے جس میں کئی بلکہ لاکھوں کروڑوں غریب ایسے ہوں گے جن کو بس اسی دن گوشت نصیب ہوتا ہے۔

تو یاد رکھیں کہ اس کی لذت میں جب تک آپ غربا کو شامل نہ کریں آپ کا دل لذت پا ہی نہیں سکتا یعنی حقیقی لذت نہیں پا سکتا۔ پس جہاں تک ممکن ہے زیادہ سے زیادہ غربا میں یہ گوشت تقسیم کریں۔ اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے نظام جماعت کی معرفت بھی کریں اور خود بھی اپنے گردو پیش نظر ڈال کر جہاں تک توفیق ہے اس اہم اور قربانی میں شامل عمل کی توفیق پائیں کیونکہ یہاں غریب کو گوشت پہنچانا بھی آپ کی قربانی کا ایک جزو بن جائے گا اور یہ جزو آپ کی لذت میں اضافہ کرے گا۔‘‘

(خطبہ عیدالاضحیہ 18/اپریل 1997ء از خطبات عیدین صفحہ 626)

قربانی کا گوشت محفوظ کیا جا سکتا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

’’جہاں تک قربانی کے گوشت کا تعلق ہے۔ یاد رکھیں کہ اگر تیسرا حصہ اس کا اپنے لئے رکھ لیں اور باقی دو حصوں کو غربا اور مسکینوں اور دوسرے رشتے داروں وغیرہ پر تقسیم کر دیں تو یہ عین سنت کے مطابق ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور ایسے گوشت کو اگر سنبھالا بھی جا سکتا ہو کچھ عرصے کے لئے، قربانی کے گوشت کو تو یہ منع نہیں ہے۔‘‘

(خطبہ عیدالاضحیہ 28/مارچ 1999 از خطبات عیدین صفحہ 649)

قربانی کے گوشت کے بارہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ مزید فرماتے ہیں:

’’آنحضورﷺ کے زمانے میں عیدالاضحیٰ کے موقع پر بادیہ نشینوں میں سے کچھ گیت گانے والے آئے، یہ محتاج لوگ تھے۔ حضور اکرمﷺ نے فرمایا تین دن تک کھانے کے لئے گوشت جمع کر لو اور باقی انہیں خیرات کر دو تا کہ وہ بھوکے نہ رہیں۔ اس کے بعد آئندہ سال صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! لوگ اپنی قربانیوں کی کھالوں سے مشکیں بناتے ہیں اور ان میں چربی ڈالتے ہیں اس پر حضورؐ نے فرمایا پھر کیا ہوا؟ انہوں نے کہا آپ نے ہی تو ہمیں تین دن کے بعد قربانی کے گوشت سے منع فرمایا ہے۔ حضورﷺ نے فرمایا میں نے تو تمہیں ان باہر سے آنے والوں کی وجہ سے منع کیا تھا جو اس وقت آ گئے تھے۔ جاؤ اور گوشت کھاؤ اور جمع کرو اور اس سے صدقہ اور خیرات بھی کرو...... اس لئے آپ بڑے شوق سے رکھ لیا کریں قربانی کا گوشت۔ لیکن زیادہ دیر فرج میں رکھنا بھی ٹھیک نہیں۔ وہ کنجوسی ہے۔ جس حد تک ممکن ہو اس کو تقسیم کر دیا کریں۔‘‘

(خطبہ عیدالاضحیہ 12/فروری 2003 از خطبات عیدین 709، 710)